عزیز سعید احمد مرحوم

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کے قلم سے

دوستوں کا شکریہ

عزیز سعید احمدؒ کی وفات حسرت آیات کی خبر "الفضل" میں شائع ہو چکی ہے۔ اور اس پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت ام المومنینؓ اور خاکسار۔ اور دیگر افراد خاندان کے نام متعدد دوستوں کی طرف سے ہمدردی کے تار اور خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ ہم ان سب دوستوں کے ممنون ہیں۔ جنہوں نے عزیز مرحوم کی بیماری میں عزیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔ اور اس کی وفات پر ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ فجزاھم اللہ خیراً۔

بیماری کی ابتدا

عزیز سعید احمدؒ جو گو یا رشتہ میں ہمارا پوتا تھا۔ یعنی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پڑپوتا اور مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔اے کا لڑکا تھا۔ ایک بہت ہی سعید فطرت۔ شریف مزاج۔ ہوشیار اور ہونہار بچہ تھا اور اپنی طبیعت میں صبر و شکر۔ اور ضبط کا خاص مادہ رکھتا تھا۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں اس نے پنجاب یونیورسٹی سے بہت اچھے نمبر لے کر بی۔اے پاس کیا۔ اور اسی سال کے آخر میں اعلےٰ تعلیم کے حصول کے لئے ولایت گیا۔ جہاں اس نے سنہ ۱۹۳۶ء میں لنڈن یونیورسٹی سے بی۔اے کی سند حاصل کی۔ اور اسی سال یعنی سنہ ۱۹۳۶ء میں مرحوم نے آئی۔سی۔ایس کا بھی امتحان دیا۔ مگر چونکہ بی۔اے اور بار کا بوجھ ساتھ تھا۔ اس لئے گو اچھے نمبروں پر پاس ہو گیا۔ مگر مقابلہ میں نہیں آسکا۔ لیکن اس ناکامی پر عزیز سعید احمدؒ کو کوئی صدمہ نہیں ہوا کیونکہ جیسا کہ اس نے مجھے اپنے متعدد خطوں میں خود لکھا تھا۔ وہ ملازمت کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اور اس کی خواہش تھی۔ کہ آزاد رہ کر ملک و قوم کی خدمت کرے۔ چنانچہ اس کے بعد مرحوم بیرسٹری کی تیاری میں مصروف رہا۔ اور اس کے متعدد امتحانات پاس کئے۔ مگر عمر نے وفا نہ کی۔ اور آخر ستمبر سنہ ۱۹۳۷ء کے آخر میں عزیز کی صحت خراب رہنے لگی۔ اس اطلاع کے آنے پر فوراً یہ ہدایت بھجوائی گئی۔ کہ عزیز سعید احمد کو کسی ماہر ڈاکٹر کو دکھایا جائے مگر چونکہ عزیز مرحوم اپنی طبیعت کے لحاظ سے اپنے لئے کسی خاص انتظام کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے یہ ڈاکٹری امتحان نومبر کے آخر تک ملتوی ہوتا گیا۔ اور اس دوران میں عزیز بطور خود ایک عام ڈاکٹر سے علاج کراتا رہا۔ اور ہر طرح خوش اور تسلی یافتہ تھا۔ اور درمیان میں بعض اوقات طبیعت اچھی بھی ہو جاتی رہی۔

تشویشناک حالت

نومبر کے آخر میں جب ایک ماہر ڈاکٹر نے عزیز سعید احمد کا ایکس رے کے ذریعہ امتحان کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ عزیز کو سخت قسم کی جلد جلد بڑھنے والی سل ہے۔ اور یہ کہ بیماری کافی ترقی کر چکی ہے۔ اس پر سخت تشویش ہوئی۔ اور عزیز سعید احمد کو فوراً درد صاحب نے لنڈن کے مشہور برامٹن ہسپتال میں داخل کرا کے علاج شروع کرا دیا۔ مگر اس وقت گو ظاہری طور پر حالت ایسی خراب نہیں تھی۔ مگر بیماری اس حد تک پہنچ چکی تھی۔ کہ شروع سے ہی ڈاکٹر نے مرض کو لا علاج قرار دے دیا تھا۔ حضرت امیر المومنین کے مشورہ کے ماتحت یہاں سے تار بھجوائی گئی۔ کہ اگر حالت سفر کے قابل ہو۔ تو فوراً ہندوستان بھجوانے کا انتظام کیا جائے۔ مگر ڈاکٹر نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے ناچار وہیں علاج کرایا گیا اور گو ولایت کا بہترین ہسپتال اور بہترین علاج میسر تھا اور درمیان میں کچھ سنبھالے بھی آتے رہے مگر فی الجملہ حالت دن بدن گرتی گئی۔

عزیز مرحوم کے والد کی ولایت کو روانگی

اس اثنا میں یہ بھی تجویز کی گئی۔ کہ عزیز مرحوم کے والد یعنی عزیزم مکرم مرزا عزیز احمد صاحب خود ولایت چلے جائیں اور جب بھی عزیز کی حالت سنبھلے۔ اسے واپس لے آئیں۔ مگر بعض وجوہ سے اس تجویز میں بھی نقصان کے پہلو دیکھے گئے۔ اور اس طرح سنہ ۱۹۳۸ء کا ابتدا آ گیا۔ اس وقت سارے حالات کو دیکھتے ہوئے یہ آخری فیصلہ ہوا۔ کہ مرزا عزیز احمد صاحب ہوائی جہاز کے ذریعہ فوراً ولایت تشریف لے جائیں۔ تاکہ اگر عزیز کی حالت سفر کے قابل نہ ہو۔ تو کم از کم وہ اسے دیکھ ہی لیں۔ کیونکہ اس عرصہ میں خود مرحوم نے بھی اشارہ کنایہ سے اس خواہش کا اظہار کیا تھا۔ کہ میرے ابا جان لنڈن آ جائیں تو اچھی بات ہے۔ کیونکہ اس بہانہ سے ان کی سیر بھی ہو جائیگی۔ چنانچہ اصل تجویز کو جو سمندر کے رستہ سفر کرنے کی تھی۔ ترک کر کے مرزا عزیز احمد صاحب ۷۔جنوری سنہ ۱۹۳۸ء کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے۔ اور ۱۰۔جنوری کو بروز پیر شام کے بعد لنڈن پہنچ گئے۔

باپ بیٹے کی ملاقات

جاتے ہی عزیز سعید احمد کے پاس ہسپتال میں پہنچے۔ عزیز بہت کمزور ہو رہا تھا۔ اور گو ہوش و حواس اچھی طرح قائم تھے۔ اور باپ بیٹے میں معمولی باتیں ہوئیں۔ مگر بیمار کی تکلیف اور کوفت کے خیال سے مرزا عزیز احمد صاحب اس کے پاس زیادہ نہیں ٹھہرے اور نصف گھنٹہ کے بعد عزیز سے رخصت ہو کر قریب کے ہوٹل میں تشریف لے آئے۔ جہاں بوجہ اس کے کہ خود ہسپتال کے اندر کسی کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ان کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ اس رات عزیز مرحوم کو ساری رات باوجود نیند کی دوائی کے نیند نہیں آئی۔ اور گھبراہٹ اور بے خوابی کی حالت رہی۔ جس کی وجہ غالباً وہ اعصابی دھکا تھا۔ جو اسے اپنی موجودہ حالت میں باپ کے ملنے سے طبعاً لگا ہوگا۔

دوسرے دن گیارہ بجے صبح کو جب عزیز سعید احمد کو ملنے کے لئے اس کے والد صاحب دوبارہ گئے۔ تو اس کے بعد جلد ہی اسے جلدی جلدی سانس آنا شروع ہو گیا۔ اور تنفس اکھڑ گیا۔ اور تیسرے دن یعنے بدھ کے روز تو حالت بہت ہی نازک ہو گئی اور مرحوم کو ایک قسم کی غنودگی سی رہنے لگی۔ اس حالت میں بھی جب مرزا عزیز احمد صاحب اس کے پاس گئے۔ تو ایک تنہائی کا موقعہ پا کر مرحوم نے اپنے ابا جان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چوما۔ اور کہا اباجی فکر نہ کرنا۔

وفات

بس اس کے بعد عزیز سعید احمد نہیں بول سکا۔ کیونکہ کمزوری بہت تھی۔ اور اس کے ساتھ غنودگی بھی تھی۔ اور ڈاکٹر نے بھی آرام کے خیال سے مزید غنودگی کی دوائی دے رکھی تھی۔ یہی غنودگی کی حالت وفات تک جاری رہی۔ اور بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کو صبح سوا دو بجے کے قریب عزیز کی روح جسد عنصری سے پرواز کر کے اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ونرضی بما یرضی بہ اللہ۔

نہائت تلخ جدائی

موت تو ہر انسان کے لئے مقدر ہے اور ایک اسلام واحمدیت کی فضا میں تربیت یافتہ شخص ہر صدمہ میں رضا کے سبق کو مقدم رکھتا ہے۔ اور ہم بھی خدا کے فضل سے اس سبق کو نہیں بھولے۔ مگر جن حالات میں عزیز مرحوم کی وفات ہوئی ہے انہوں نے اس کی جدائی کو بہت ہی تلخ بنا دیا ہے۔ نوجوان (ابھی عزیز اپنی عمر کے پچیس سال بھی پورے نہیں کر سکا تھا) سعید الفطرت۔ شریف مزاج۔ صابر۔ شاکر بڑوں کا حد درجہ مؤدب۔ چھوٹوں کے لئے نہائت شفیق۔ رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ بہت محبت کرنے والا اور تعلقات کے نبھانے میں کسی قربانی سے دریغ نہ کرنے والا پھر نہائت قابل اور نہائت ہونہار ملک وقوم کی خدمت کا خاص جذبہ رکھنے والا غربا اور مساکین کا دلی ہمدرد۔ یہ وہ صفات تھیں جو مرحوم میں نمایاں طور پر پائی جاتی تھیں۔ اگر ان صفات کا مالک نوجوان عین اٹھتی جوانی کے عالم میں جب کہ وہ زندگی کی کشمکش میں داخل ہونے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا تھا۔ اور حصول تعلیم کی آخری کڑیوں پر پہونچ چکا تھا۔ اور اس کے اوصاف حسنہ کی وجہ سے اس کے ساتھ بہت سی امیدیں وابستہ تھیں اچانک فوت ہو جائے۔ اور فوت بھی ایسی حالت میں ہو۔ کہ وہ وطن سے چھ ہزار میل پر اپنے عزیزوں سے دور ہسپتال کے ایک علیحدہ کمرہ میں تنہائی میں پڑا ہو تو انسانی فطرت جس کے اندر خالق فطرت نے خود اپنے ہاتھ سے جذبات کا خمیر دیا ہے انتہائی صدمہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اور ہم اس صدمہ سے بالا نہیں بلکہ شائد جذبات کی دنیا میں دوسروں سے کچھ آگے ہی ہوں۔ مگر ہمارا مقدم فرض وہ ہے۔ جو ہمیں اپنے خدا سے جوڑتا ہے۔ اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے خدا کا ہر فعل خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی تلخ اثر رکھتا ہو اپنے اندر نہ صرف انتہائی حکمت رکھتا ہے۔ بلکہ اس کی گہرائیوں میں سراسر رحمت ہی رحمت مخفی ہوتی ہے۔ پس ہم خدا کی دی ہوئی امانت کو صبر اور رضا کے ہاتھوں سے خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ اور اس کے اس امتحان کو جو خواہ بظاہر کس قدر ہی بھاری ہے۔ مگر بہر حال وہ ہماری بہتری کے لئے ہے۔ دلی انشراح کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ اللھم تقبل منا انک انت السمیع الدعا

مرحوم کی قابل ستائش عادات

مرحوم یوں تو اپنا عزیز ہی تھا مگر گزشتہ تین سال سے جبکہ وہ ولائت میں تھا۔ وہ گویا ایک طرح سے میری ولائت میں بھی تھا۔ یعنے اس کی تعلیمی نگرانی اور اسے اخراجات وغیرہ بھجوانے کا انتظام میرے سپرد تھا۔ اور اس تین سال کے لمبے عرصہ میں قریباً ہر ہفتہ میں میرے پاس اس کا خط آیا۔ اور میں نے ہر ہفتہ اسے خط لکھا۔ مجھے اس نے اس عرصہ میں اپنے کسی لفظ کسی تحریر کسی انداز سے شکائت کا موقعہ نہیں دیا۔ بعض اوقات اگر زائد خرچ کے مطالبہ کا سوال آیا۔ تو مرحوم نے ایسے انداز میں مطالبہ کیا۔ کہ نہ صرف میں نے اسے کبھی برا نہیں مانا بلکہ اکثر اوقات اس کے زائد مطالبات کو پورا کرنے میں خوشی محسوس کی۔ اس سارے عرصہ میں صرف ایک دفعہ ایسا موقعہ آیا۔ کہ مرحوم نے اپنے خط میں ایک تیسرے شخص کے متعلق ایک ایسا لفظ لکھا جو مجھے گراں گزرا مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس خط کے بھجوانے کے معاً بعد عزیز مرحوم کو اپنی غلطی محسوس ہوئی۔ چنانچہ جب میں نے جواب میں نصیحتاً اسے اس کی غلطی کی طرف توجہ دلائی۔ تو اس کا فوراً جواب آیا۔ کہ میں نے اپنی غلطی محسوس کر لی ہے اور میں بلا تامل معافی مانگتا ہوں۔ اور ساتھ ہی وجہ بھی لکھی۔ کہ اس اس وجہ سے میری طبیعت اپنے رستہ سے کسی قدر اکھڑ گئی تھی مگر انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ جو وجہ عزیز نے لکھی تھی۔ وہ واقعی ایک حد تک اُسے معذور ثابت کرتی تھی۔ پھر جب عزیز سعید احمد آئی۔ سی۔ ایس میں پاس تو ہو گیا۔ مگر مقابلہ میں نہ آسکا۔ اور عزیز مظفر احمد مقابلہ میں آ گیا۔ تو عزیز سعید احمد نے مجھے مظفر کی کامیابی پر مبارکباد لکھی۔ مگر ساتھ ہی لکھا کہ میں مبارکباد اس لئے دے رہا ہوں کہ مظفر کو اور آپ کو کامیابی کی خوشی ہو گی۔ ورنہ ویسے میں مظفر کے متعلق سمجھتا ہوں۔ کہ وہ چونکہ قابل اور ہونہار ہے۔ اگر وہ آزاد رہ کر خدمت کرتا تو بہتر تھا۔ اور لکھا کہ میں تو صرف والد صاحب کے زور دینے سے آئی۔ سی۔ ایس کا امتحان دے رہا ہوں۔ ورنہ مجھے ملازمت ہرگز پسند نہیں۔ اور گو مجھے والد صاحب کی وجہ سے اپنی ناکامی کا افسوس ہے۔ مگر اپنے خیال کے لحاظ سے میں خوش ہوں۔ کہ اچھا ہوا۔

میں نے عزیز سعید احمد کی مبارکباد کا شکریہ ادا کیا۔ مگر ساتھ ہی لکھا۔ کہ عزیز مظفر احمد کا آئی سی ایس میں جانا اس کی اپنی یا میری خواہش کے نتیجہ میں نہیں ہے۔ بلکہ مشورہ کے ماتحت وسیع تر قومی مفاد کے خیال سے یہ رستہ اختیار کیا گیا ہے۔ اور گو آزاد پیشہ عام طور پر اچھا ہوتا ہے۔ مگر اچھی نیت کے ماتحت بعض اوقات ملازمت بھی آزاد پیشہ کیطرح اعلیٰ خدمت کا رنگ رکھتی ہے۔ جس سے عزیز سعید احمد نے اتفاق کیا۔

سوشلزم کا مطالعہ

چونکہ مرحوم میں غربار کی ہمدردی کا مادہ بہت تھا۔ اس لئے چند ماہ سے عزیز سعید احمد نے سوشلزم کا بھی مطالعہ شروع کر رکھا تھا۔ تا کہ معلوم ہو سکے کہ سوشلزم غربار کے لئے کس کس رنگ میں امداد اور فائدہ کا دروازہ کھولتی ہے۔ اس پر میں نے مرحوم کو لکھا تھا کہ اس مطالعہ کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم کا بھی مطالعہ رکھو۔ تا کہ صحیح موازنہ کرنے میں مدد ملے۔ چنانچہ میں نے عزیز مرحوم کو اسلامی مسائل زکوٰۃ اور تقسیم ورثہ اور سود کے متعلق کچھ نوٹ بھی لکھ کر بھیجے تھے۔ اور بتایا تھا کہ غربار کی امداد اور دولت کی مناسب اور واجبی تقسیم کے متعلق جو اصول اسلام نے پیش کر دیئے ہیں۔ اس پر سوشلزم قطعاً کوئی اضافہ نہیں کر سکتی۔ بلکہ اکثر جگہ سوشلزم نے ٹھوکر کھائی ہے۔ عزیز اس قسم کی علمی خط وکتابت سے بہت خوش ہوتا تھا۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتا تھا۔

جذبۂ قربانی وانکسار

مرحوم جب اس آخری بیماری میں مبتلا ہوا تو شروع میں اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ کہ یہ مرض سل ہے۔ لیکن چونکہ عزیز سعید احمد کے جسم کی کمزوری کی وجہ سے شبہ ہوتا تھا اس لئے احتیاطاً تاکیدی خط لکھا گیا۔ کہ کسی ماہر امراض سینہ کو دکھا لیا جائے۔ لیکن مرحوم نے محض اس خیال سے کہ میری وجہ سے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی جائے اور اس قدر اہتمام کیوں کیا جائے۔ اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یونہی ایک قسم کی عام بیماری ہے سینہ کے امتحان کو ملتوی رکھا۔ حتیٰ کہ اندر ہی اندر بیماری ترقی کر گئی اور سینہ کے امتحان کے وقت تک خطرناک صورت اختیار کر گئی۔ یقیناً مرحوم کی یہ ایک غلطی تھی مگر اس غلطی کی تہ میں بھی وہی جذبہ انکسار وقربانی کام کر رہا تھا۔ جو مرحوم کا خاصہ تھا۔ بیماری کے آخری ایام میں جبکہ بیماری کے خطرناک ہونے کا اسے علم ہو گیا تھا سعید کے دل میں یہ خواہش موجزن تھی۔ کہ وہ اپنے ابا جان سے مل لے۔ مگر اسی جذبہ نے جس پر وہ اب اپنے آپکو سرعت کے ساتھ قربان کرتا جاتا تھا۔ اسے اس خواہش کا اظہار نہیں کرنے دیا۔ اور جب بھی اس کے سامنے ذکر آیا۔ اس نے یہی کہا کہ میری خاطر ابا جان تکلیف نہ کریں۔ لیکن جب ہم نے بالآخر اسے اپنے فیصلہ کی اطلاع دی۔ کہ تمہارے ابا جان وہاں آ رہے ہیں تو اس کے دبے ہوئے جذبات باہر آ گئے۔ اور اس نے اس خبر پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ ولائت کے قیام کے متعلق مرحوم کا کام اس تعلق میں بھی یادگار رہے گا۔ کہ جو ایک انگریزی تبلیغی رسالہ ہمارے بچوں نے مل کر لنڈن سے نکالا تھا۔ جس کا نام الاسلام تھا اس کا منیجر بھی مرحوم تھا۔ الغرض عزیز سعید احمد ایک بہت ہی اچھی صفات کا بچہ تھا اور بہت قابل اور ہونہار تھا۔ اللہ تعالےٰ اسے غریق رحمت فرمائے اور جنت میں اپنے فضل خاص کا وارث کرے۔ آمین۔

ولایت میں عزیز کی تیمارداری کرنے والے احباب کا شکریہ

اس موقعہ پر ان احباب کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ جنہوں نے ولایت میں عزیز کی تیمارداری اور ہمدردی میں حصہ لیا۔ ان میں نمایاں حیثیت مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو حاصل ہے۔ جو گویا اس بیماری میں حقیقی معنوں میں مرحوم کے ولی اور گارڈین رہے۔ اور اپنے آپ کو ہر رنگ میں تکلیف میں ڈال کر مرحوم کیلئے جملہ ضروری قسم کے انتظامات فرماتے رہے اور ہمیں بھی تاروں وغیرہ کے ذریعہ سے باخبر رکھا۔ اور پھر مرحوم کی وفات کے بعد بھی نعش کو ہندوستان بھجوانے وغیرہ کے متعلق ضروری انتظام سرانجام دئے۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

درد صاحب کے علاوہ حضرت مولوی شیر علی صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب شمس اور ڈاکٹر کیپٹن عطاء اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ اور مسٹر نٹل اور مسٹر فیولنگ اور عزیز مرزا ناصر احمد صاحب اور عزیز مرزا مظفر احمد صاحب بھی ہر طرح مرحوم کی تیمارداری اور ہمدردی میں مصروف رہے فجزاھم اللہ خیراً وکان اللہ معھم

چونکہ عزیز مرحوم کے تعلقات کا حلقہ خاصہ وسیع تھا۔ اس لئے بہت سے انگریز دوست بھی مرحوم کی بیماری کے ایام میں ہسپتال آتے رہے۔ اور ہمدردی کے اظہار کے لئے پھولوں اور پھلوں کے تحائف پیش کرتے رہے۔

سر ایڈورڈ میکلیگن کا شکریہ

اس تعلق میں سر ایڈورڈ میکلیگن سابق گورنر کا نام نامی خاص طور پر قابل ذکر ہے جو عزیز سعید احمد کی بیماری کی خبر سنکر خود ہسپتال میں تشریف لائے اور پھولوں کا تحفہ پیش کیا۔ سر ایڈورڈ میکلیگن کا ہمارے خاندان کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ اور مرحوم کے دادا برادرم مکرم خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے ساتھ بھی خاص تعلق تھا۔ اس لئے سر موصوف بیماری کا سنکر عیادت کے لئے تشریف لائے اور اپنی شرافت اور وفاداری کا ثبوت دیا۔

عزیز سعید احمد کی بیماری کے آخری ایام اور وفات کے تعلق میں جو پہلا خط مولوی عبدالرحیم صاحب درد کی طرف سے حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا ہے۔ اس کے ضروری اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں

مولانا درد صاحب کا خط

مولوی صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

"جمعہ کی نماز کے بعد میاں سعید احمد کے پاس میں اور مظفر گئے۔ سعید بہت کمزور معلوم ہوتا ہے۔ گلا خراب ہے پسینہ زیادہ آتا ہے۔ بولتے وقت تکلیف ہوتی ہے۔ مرزا عزیز احمد صاحب اچھا ہوا ہوائی جہاز سے آ رہے ہیں سعید کو بتا دیا ہے۔... سر ایڈورڈ میکلیگن سابق گورنر پنجاب پھولوں کا گملا لیکر سعید احمد کی بیماری کی خبر سنکر انہیں دیکھنے کے لئے ہسپتال آئے اور حال پوچھتے رہے۔... پیر کے دن شام کے بعد مرزا عزیز احمد صاحب کے استقبال کے لئے میاں ناصر احمد صاحب اور مظفر احمد صاحب کے ہمراہ ہوائی جہاز کے اترنے کی جگہ میں گیا۔ جہاز لیٹ تھا۔ مرزا صاحب نہایت آرام کے ساتھ یہاں پہنچ گئے۔ اور نو بجے کے قریب ہم ہوٹل میں پہنچے۔ ہوٹل میں اسباب رکھکر ہسپتال کی گئے۔ ہم نے یہ تجویز کی کہ میاں ناصر اور مظفر اور میں سب ان کے ساتھ جائیں۔ تاکہ سعید اور خود مرزا صاحب جذبات پر قابو رکھ سکیں۔ اور سعید کی طبیعت میں زیادہ جذباتی ہیجان نہ پیدا ہو۔ آدھ گھنٹہ سعید کے پاس بیٹھکر واپس آ گئے.... دوسرے دن صبح ساڑھے گیارہ بجے سعید کی خواہش کے مطابق مرزا صاحب اور ہم پھر ہسپتال میں گئے۔ ہمیں دیکھتے ہی سعید کا دم جلدی جلدی آنے لگا۔ اس لئے اس خیال سے کہ اسے آرام آجائے تو پھر آئینگے ہم جلدی واپس آ گئے۔ پھر چار بجے کے قریب گئے اور تھوڑی دیر بیٹھے رہے مگر وہی حال تھا... بدھ کے روز دوپہر کے قریب ہسپتال والوں کا فون آیا کہ سعید کی حالت خراب ہے مجھے اس وقت سخت تکلیف تھی مگر سب کو اطلاع دی اور حضرت مولوی شیر علی صاحب مرزا عزیز احمد صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب اور شمس صاحب اور میں ہسپتال پہنچ گئے مظفر پہلے سے پہنچا ہوا تھا۔ سعید کی حالت بہت خراب تھی ڈاکٹروں کو فوراً بلا کر دکھلایا مگر حالت نہ سنبھلی ہم ساری رات وہاں رہے اور رات کے دو بجکر دس منٹ پر سعید کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.... صبح جاکر میں ہسپتال سے سرٹیفکیٹ لایا۔ اور پھر رجسٹرار کے پاس جاکر ضروری رپورٹ دی۔ اور ہیرڈ کے ساتھ انتظام کیا۔ کہ وہ سعید کے جسم کو امبام کر دے یعنی ہندوستان پہنچانے کیلئے ضروری مصالحہ لگا کر محفوظ کر دے.... سعید کے فوٹو کا بھی انتظام کیا"

حضرت مولوی شیر علی صاحب کا خط

درد صاحب کے خط کے علاوہ خود میرے نام بھی حضرت مولوی شیر علی صاحب اور شمس صاحب کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اور چونکہ حضرت مولوی صاحب کے خط میں سعید کے آخری حالات اکٹھی صورت میں بیان کئے گئے اور بعض دوسرے ضروری کوائف بھی درج ہیں اس لئے ان کا خط درج ذیل کرتا ہوں:۔

مسجد لندن۔ ۱۵ جنوری ۱۹۳۸ء

بخدمت مخدومی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ایدہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

عزیزم مرزا سعید احمد مرحوم کی وفات کے دردناک حادثہ سے سخت افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالےٰ مرحوم پر بیشمار رحمتیں اور فضل نازل فرمائے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ مرحوم نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی خوبیوں سے متصف تھا۔ اپنے خاندان کی خصوصیات اور اپنے آباؤ اجداد کے اخلاق فاضلہ اس میں خاص طور پر نمایاں تھے۔ بیماری میں بھی اس نے حیرت انگیز نمونہ دکھایا۔ ہسپتال میں آنے سے پہلے جس مکان میں رہتا تھا۔ وہاں ایک ڈاکٹر اس کا علاج کرتا تھا۔ اس نے درد صاحب کے کہنے پر بلغم کا معائنہ کیا۔ جب وہ اس کے بعد مرحوم کے پاس آیا۔ اس وقت ڈاکٹر کیپٹن عطاء اللہ صاحب مع اہلیہ صاحبہ اور بندہ عزیز مرحوم کے پاس تھے۔ اس نے علیحدہ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کو نتیجہ بتایا۔ اور سینہ کو ٹسٹ کیا۔ اس وقت عزیز کو اپنی بیماری کی حقیقت معلوم ہوئی مگر اس کے چہرہ پر کوئی تغیر نہ آیا۔

عزیز نے اپنے کمرہ میں ٹیلیفون لگوایا ہوا تھا۔ ڈاکٹر کے چلا جانے کے تھوڑی دیر بعد عزیز نے درد صاحب کو ٹیلیفون کیا۔ اور بتایا کہ ڈاکٹر ابھی آیا تھا۔ وہ آپ کو ٹیلیفون کرے گا۔ کچھ خراب خبر ہی بتا گیا ہے۔ اس کے بعد عزیز نے مجھے کہا کہ مجھے پہلے ہی شبہ تھا۔ ایک جرمن ماہر نے بھی مجھے دیکھا تھا۔ درد صاحب نے فوراً ایک بہترین ماہر کے ساتھ وقت مقرر کیا دوسرے دن تین بجے ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کے ہمراہ درد صاحب عزیز کو ڈاکٹر بریل کے پاس لے گئے۔ جو امراض سینہ کا بہترین ماہر سمجھا جاتا ہے۔ باوجود سخت کمزوری کے عزیز نے پسند نہ کیا۔ کہ اس کو اٹھا کر نیچے لے جائیں۔ خود ہی دوسروں کا سہارا لے کر سیڑھیوں سے نیچے اُترا۔ ہسپتال میں بھی کبھی گھبراہٹ یا بے چینی کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ نہایت اطمینان کی حالت میں رہتا اور جب بھی ملنے جاتے۔ مرحوم کو بالکل خوش دیکھتے۔ اور ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتا۔ نرسوں کو بھی اس کے حسن اخلاق کی وجہ سے اس کے ساتھ خاص انس اور ہمدردی ہو گئی تھی۔

بیماری کے ایام میں ایکدن جبکہ میں عزیز کے پاس گیا تو عزیز نے بتایا کہ آج رات میں نے خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ میرے پاس تشریف لائے ہیں اور مجھے دیکھکر پھر واپس تشریف لے گئے ہیں اس کے بعد عزیز سعید نے مجھے کہا کہ شائد میں نے تم کو پہلے نہیں بتایا جس مکان میں میں پہلے رہتا تھا۔ وہاں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا حضور تشریف لائے ہیں اور حضور کے ساتھ تم (شیر علی) ہو پہلے میں نے خیال کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ہیں۔ مگر پھر میں نے دیکھا کہ تم ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس تشریف لیگئے مگر تم میرے بستر کے پاس کھڑے رہے اور تمہارے ہاتھ میں کوئی چھوٹی سی چیز ہے۔ (عزیز نے کسی چیز کا نام لیا جو میں نے اچھی طرح سمجھا نہیں تھا شائد دیا کہا تھا) اور تم ابھی میرے بستر کے پاس کھڑے تھے۔ کہ میری آنکھ کھل گئی۔

جب میں بیماری کے دوران میں مرحوم کے پاس جاتا اگر کبھی کچھ دیر بیٹھکر واپس آنے لگتا تو عزیز کہتا کہ اور بیٹھو۔ ایکدن عزیز م مرزا مظفر احمد صاحب کو کہا کہ یہ آسٹریلیا کے سیب رکھے ہیں۔ شیر علی کو کاٹ کر دو جب اٹھنے لگتا تو عزیز مصافحہ کرتا۔ اور دعا کے لئے کہتا۔

عزیز میں ضبط کا مادہ بہت تھا۔ ابتدا سے عزیز کے دل میں اپنے والد صاحب کو دیکھنے کی خواہش تھی۔ مگر کبھی کھلکر ظاہر نہیں کیا کبھی اس طرح اس خواہش کو ظاہر کرتے کہ میں کہتا ہوں۔ اگر اباجی آ جائیں تو اچھا ہے۔ اس طرح لندن کو ہی دیکھ جائیں گے جب آپ کے ایک خط میں یہ ذکر پڑھا کہ عزیز کے والد صاحب کے ولایت آنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ تو اس وقت تار دلوایا۔ کہ میں بھی چاہتا ہوں۔ کہ وہ آ جائیں عزیز گویا اپنے والد صاحب کے آنے کے ہی منتظر تھے۔ جب پیر کے دن مورخہ ۱۰ جنوری کو مکرمی مرزا عزیز احمد صاحب عشاء کے وقت لنڈن پہنچے تو آتے ہی عزیز کو ملنے کے لئے ہسپتال میں تشریف لیگئے۔ جب عزیز کو مل کر چلے آئے تو اس رات ملاقات کے اثر کے نتیجہ میں یا معلوم نہیں کس وجہ سے عزیز کو نیند نہیں آئی۔ نیند کیلئے نرس نے انجکشن کر دیا تھا۔ مگر اس رات باوجود انجکشن کے نیند نہ آئی۔ صبح جب ۱۱ بجے مکرمی مرزا صاحب اور درد صاحب عزیز کو پھر ملنے گئے تو جانے کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ عزیز کو جلدی جلدی سانس آنے کی شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ اسلئے مرزا صاحب اور درد صاحب جلدی وہاں سے چلے آئے۔ تا عزیز آرام کر سکے۔ دوسرے دن بروز بدھ دوپہر کے قریب نئے مکان میں ہسپتال سے ٹیلیفون آیا کہ عزیز کی حالت پہلے سے بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ درد صاحب مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے بذریعہ ٹیلیفون درد صاحب کو اطلاع دی اور پھر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو بھی اطلاع دی۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا کہ میں ابھی ہسپتال جاتا ہوں اور فرمایا مرزا مظفر احمد صاحب کو اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ اور مرزا صاحب پہلے سے وہاں پہنچے ہوئے ہوں گے۔ درد صاحب نے بھی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو فون کیا۔ کہ فوراً بذریعہ موٹر ہسپتال میں پہنچ جائیں اور مجھے بھی فون کیا۔ ہم سب جلدی ہسپتال میں پہنچ گئے۔ اسوقت عزیز کی حالت بہت ہی کمزور تھی۔ اور غنودگی طاری تھی جب ہوش آتا تو اپنے والد صاحب کی طرف آنکھیں پھیر کر دیکھتے۔ جوان کے سر کی طرف ایک

کرسی میں سر نیچے کر کے بیٹھے ہوئے تھے اور جب مرزا صاحب سر اٹھا کر دیکھتے تو عزیز اپنی آنکھیں پھیر لیتا۔ اسی طرح عزیز مرحوم دوسروں کی طرف بھی آنکھیں اٹھا کر دیکھ لیتا۔ ۵ بجے شام کے قریب عزیز نے کہا کہ مجھے نیند آ رہی ہے۔ اب آپ جائیں (تا میں سو جاؤں) اس پر سب اٹھ کر چلے آئے۔ مگر مکرمی مرزا عزیز احمد صاحب تھوڑی دیر پیچھے ٹھہر گئے اس وقت عزیز کے ہاتھ کپڑے سے باہر تھے۔ مرزا صاحب نے انکو اندر کیا۔ تب عزیز نے اپنے اباجان کو تنہا دیکھ کر ان کے ہاتھ چومے اور کہا کہ اباجی۔ فکر نہ کرنا۔ (یہ بھی عزیز کا کمال ضبط تھا۔ کہ دوسروں کے سامنے اپنے جذبات کو ظاہر نہ کیا) مکرمی مرزا صاحب نے فرمایا کہ فکر تو صرف مجھے ہی نہیں بلکہ قادیان میں جو ہیں ان کو بھی فکر ہے۔ تم اپنی بیماری کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرو۔ عزیز نے جواب دیا۔ کہ میں مقابلہ کر رہا ہوں۔ عزیز اسوقت نہایت نازک حالت میں اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں تھا۔ مگر اسوقت بھی عزیز نے اپنے والد صاحب کو تسلی دی اللہ تعالیٰ عزیز پر رحم فرما دے اور اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

اس کے بعد درد صاحب نے اور مکرمی مرزا صاحب نے مجھے مکان پر بھیج دیا۔ پھر آٹھ بجے کے قریب درد صاحب کا فون آیا۔ کہ ڈاکٹر برل آیا تھا۔ وہ عزیز کو اور انجکشن کر گیا ہے۔ تا جو غنودگی کی حالت ہے۔ وہ زیادہ گہری ہو جائے اور عزیز کو تکلیف محسوس نہ ہو۔ اور ہم نے ہسپتال سے متصل ایک ہوٹل میں ایک کمرہ لے لیا ہے۔ کیونکہ ہم ہسپتال میں رات کو نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ چنانچہ مکرمی مرزا صاحب و حضرت مرزا ناصر احمد صاحب و عزیزم مرزا مظفر احمد صاحب و درد صاحب و مولانا شمس صاحب رات وہاں ہوٹل میں ہی ٹھہرے پھر رات کے ۱/۲ ۱ بجے نرس نے ہوٹل میں درد صاحب کو ٹیلیفون پر عزیز کی آخری حالت کی اطلاع دی جب یہ سب وہاں پہنچے تو ایک دو دم باقی تھے۔ اور انکے سامنے عزیز ۲ بجے کے بعد اس عالم سے رخصت ہوا اور اپنے مولا سے جا ملا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اس کے بعد درد صاحب نے مجھے ٹیلیفون کیا

کہ فوراً موٹر لیکر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ بندہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ اور ہم سب صبح تک وہاں رہے۔ مکرمی مرزا عزیز احمد صاحب نے بہت صبر سے کام لیا ہے۔ اور عزیزم مظفر احمد صاحب سلمہ و حضرت مرزا ناصر احمد صاحب و مکرمی درد صاحب اور مولانا شمس صاحب نے ہمدردی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ جزاھم اللہ خیراً حضرت مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ کی اگرچہ خود طبیعت علیل تھی اور ڈاکٹر کی طرف سے آرام کرنے کی تاکید تھی۔ مگر پھر بھی وہ عزیز کے پاس کثرت سے تشریف لیجاتے اور بیماری کی حالت میں بھی ملنے کے لئے چلے جاتے تھے اور عزیزم مظفر احمد صاحب سلمہ تو روزانہ باقاعدہ جاتے اور جو چیز بھی عزیز چاہتا وہ اسکے لئے مہیا کرتے چنانچہ عزیز مرحوم نے عزیزم مظفر احمد صاحب کی اس خدمت گزاری کے متعلق اپنی خوشی کا بھی اظہار کیا اور کہا کہ میں نے عمو صاحب کو (یعنے آپ کو) تم سے تمہاری ہی تعریف کا خط لکھوانا ہے۔ درد صاحب تو دن رات عزیز مرحوم کی ہمدردی میں مصروف رہے اور عزیز کے معالجہ میں اور ہر طرح آرام پہنچانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مکرمی شمس صاحب بھی کثرت سے عزیز مرحوم کی خبر گیری کے لئے جاتے رہے۔ اور دوسرے دوست بھی عیادت کے لئے ہسپتال میں جاتے رہے اگرچہ ڈاکٹر کی طرف سے ہدایت تھی۔ کہ زیادہ آدمیوں کا آنا اچھا نہیں ہے۔ نومسلموں میں سے مسٹر نٹل نے عزیز مرحوم کے ساتھ خاص محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور اسلامی اخوت کا رنگ دکھایا مسٹر فیولنگ نے بھی بہت اظہار محبت کیا۔ اور کئی بار عزیز مرحوم کی عیادت کے لئے گیا۔ اور پھل بھی عزیز کے لئے لے جاتا رہا۔ فجزاھم اللہ خیر الجزا۔

مکرمی درد صاحب کو خاندان نبوت کے ساتھ خاص محبت ہے اور وہ اس خاندان مبارک کے تمام افراد کے ایک جان نثار غلام ہیں عزیز مرحوم کی زندگی میں تو انہوں نے عزیز کی ہر طرح خدمت کی ہی تھی۔ عزیز کی وفات کے بعد بھی آپ فوراً اس کوشش میں مصروف ہو گئے۔ کہ عزیز مرحوم کا جنازہ قادیان پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ وہ اس کوشش میں کامیاب بھی ہو گئے۔ یہ سب کام اُن سے وہ محبت کرواتی ہے جو ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے ساتھ مرکوز ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کو ان خدمات کی سر انجام دہی کے لئے قابلیت بھی خاص بخشی ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا الجزا۔

اس موقعہ پر نومسلم خواتین نے بھی عزیز مرحوم کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا اظہار کیا۔ چنانچہ بعض ان میں سے ہسپتال میں عزیز کی عیادت کے لئے بھی گئیں۔ اور جب مکرمی مرزا عزیز احمد صاحب تشریف لاتے تو ایک نومسلمہ خاتون (نصیرہ) بار بار مجھے کہتی تھی۔ کہ درد صاحب سے کہنا۔ کہ جب مرزا سعید احمد صاحب اپنے والد صاحب کے ہمراہ ہندوستان جانے لگیں تو مجھے بھی اطلاع کریں۔ تا میں اس وقت مرزا سعید احمد صاحب سے مل لوں۔

عزیز مرحوم کے دوستوں کا دائرہ یہاں بھی وسیع تھا۔ اور جماعت سے باہر بھی کئی لوگ ان کے اخلاق حمیدہ کی وجہ سے ان کے مداح اور گرویدہ تھے۔ عزیز مرحوم کو غرباء کے ساتھ خاص ہمدردی تھی۔ اللہ تعالےٰ عزیز کو غریق رحمت کرے آمین۔

آخر میں یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ مرزا عزیز احمد صاحب جو سعید کے ملنے کے لئے ولایت گئے تھے وہ ہوائی جہاز کے ذریعہ واپس آ رہے ہیں اور امید ہے۔ ۲۰ جنوری کو کراچی اور پھر ایک دو روز میں قادیان پہنچ جائیں گے

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے جمعہ کے بعد سے مجھے گلے کی تکلیف ہے۔ اور اس وجہ سے میں بلند آواز سے نہیں بول سکتا۔ پس اپنی آواز دوسرے دوستوں کی وساطت سے پُہنچاتا ہُوں (تین دوست بلند آواز سے خطبہ کے الفاظ دُہرانے کے لئے مقرر کئے گئے۔ تا حاضرین تک آواز پہونچا سکیں)۔

تحریک جدید کے دُوسرے دَور کے مالی وعدے کا زمانہ اب چند دنوں میں ختم ہونے والا ہے۔ اور جیسا کہ میں اعلان کرچکا ہُوں۔ ۳۱ جنوری کے بعد ہندوستان کے اُن علاقوں کے جن میں اُردُو بولی جاتی۔ یا سمجھی جاتی ہے۔ مزید وعدے وصُول نہیں کئے جائیں گے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس خطبہ کے ذریعہ سے جو اس دَوران میں چھپ کر جماعت تک پہنچنے والے خطبوں میں سے آخری خطبہ ہوگا۔ جماعت کو پھر ایک دفعہ ان کی مالی خدمات کے سلسلہ میں ذمہ واریوں۔ اور دُوسری ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلا دُوں۔

خدا تعالےٰ کے کام ہو کر رہیں گے۔ اور بندوں کی سستی یا غفلت اُن میں کوئی حرج پیدا نہیں کرسکتی۔ وُہ جو سستی کرتا ہے۔ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو خدا تعالےٰ کے فضلوں سے محروم کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا دین زید یا بکر کا محتاج نہیں۔ اگر زید یا بکر پہلی آواز دینے والوں میں سے بنیں۔ تو خدا تعالےٰ دُوسرے ثواب کی پہلی آواز بھی انہی تک پہونچاتا ہے۔ لیکن اگر وُہ اس آواز کو نہ سُنیں۔ اور اس کی طرف سے اپنے کان بہرے کرلیں۔ تو پھر وُہ اور دوسرے شخصوں کو آگے لے آتا ہے۔ تاکہ وُہ اس کے دین کی خدمت کریں۔ کہ خدا تعالےٰ کی فوج میں تھک جانے والے۔ اور ملال پیدا کرنے والے۔ اور ہتھیار پھینک دینے والے اور نتائج کے متعلق جلد بازی کرنے والے کبھی قبول نہیں ہوتے۔

تھوڑی سی قربانیوں کے بعد بڑی امنگوں کے ساتھ تو ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور وقتی قربانی خواہ کتنی ہی عظیم الشان ہو۔ کمزور سے کمزور انسان بھی پیش کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ تھوڑے سے وقت میں کسی اشتعال کے ماتحت یا جوش کے ماتحت بڑی سے بڑی قربانی کرنا کمزوروں ہی کا کام ہے۔ اور طاقتور اور مضبوط ایمان والے وہی ہوتے ہیں۔ جن کا قدم مضبوطی کے ساتھ ایسے مقام پر قائم ہوتا ہے۔ کہ دن کے بعد دن اور ہفتے کے بعد ہفتہ اور مہینے کے بعد مہینہ اور سال کے بعد سال اور دسیوں سال کے بعد دسیوں سال مصائب اور قربانی کے گزرتے چلے جاتے ہیں لیکن ان کے دل میں اپنے آرام کی خاطر کبھی یہ خیال بھی نہیں آتا۔ کہ منزلِ مقصود کب آنے والی ہے۔ اور انہیں بیٹھنے کا موقعہ کب ملیگا۔ وُہ اگر کبھی دعا کرتے ہیں اور متیٰ نصر اللہ کہتے ہیں۔ تو صرف اس لئے کہ خدا کا جلال ظاہر ہو نہ اس لئے کہ ہماری قربانیوں کا زمانہ ختم ہو۔ کیونکہ وُہ جو خدا تعالیٰ کے سچے شیدا ہوتے ہیں۔ انکی منزلِ مقصود کوئی دنیا کی کامیابی نہیں ہوتی۔ بلکہ وصالِ الٰہی ان کا منزلِ مقصود ہوتا ہے اور وہ ہر دم اور ہر لحظہ انہیں حاصل ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس وہ یہ کبھی نہیں دیکھتے کہ انکی مادی قربانیوں نے کیا مادی نتائج پیدا کئے ہیں۔ اور وُہ اپنے بوئے ہوئے درختوں کو اس لالچ سے نہیں دیکھتے کہ وُہ انکے ثمرات کھائینگے بلکہ وہ انہیں چھوڑ دیتے ہیں دوسروں کے لئے کہ وُہ انکے ثمرات کھائیں۔ اور وہ اپنی کوششوں کا ثمرہ صرف اللہ تعالےٰ کی رضا ہی کی صورت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں؛

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کس نے قربانیاں کی ہیں۔ اور کون قربانیاں کر سکتا ہے۔ لیکن آپکو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انہی قربانیوں میں آپ اس جہان سے گزر گئے۔ اور اس دنیا کی ترقیات کا زمانہ آپ کی زندگی میں نہیں آیا۔ قیصر اور کسرےٰ کے خزانے جوان قربانیوں کے نتیجہ میں حاصل ہوئے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کی تھیں۔ وُہ جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئے اور ان کا فائدہ زیادہ تر ان لوگوں نے حاصل کیا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ابوجہل اور ابوسفیان کے لشکر میں شامل ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرتے رہے تھے۔ وُہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر میں ایمان لائے۔ اور فتوحات کے زمانہ میں تھوڑے سے عرصہ کے لئے لڑائیوں میں بھی شامل ہوئے۔ اور پھر فتوحات میں حصہ دار بن کر ہر قسم کی راحت و آرام حاصل کرنے والے ہو گئے۔ اور وُہ جنہوں نے قربانیاں کی تھیں۔ اور جو آسمان سے اس بہشت کو کھینچ کر لائے تھے۔ وہ اپنے خدا کے پاس مدتوں پہلے جا چکے تھے یا ان چیزوں سے مستغنی ہو کر اپنے رب کی یاد میں بیٹھے تھے یا خدمتِ خلق میں مشغول تھے۔ کیا عجیب نظارہ ہمیں نظر آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد معاویہ ہزاروں مسلمانوں کے درمیان کھڑے ہوتے ہیں۔ وہی معاویہ جو فتح مکہ تک برابر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیخلاف لڑتے رہے تھے

اور کھڑے ہو کر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔ کہ اے مسلمانو۔ تم جانتے ہو۔ ہمارا خاندان عرب کے رؤسا میں سے ہے اور ہم لوگ اشرافِ قریش میں سے ہیں۔ پس آج مجھ سے زیادہ حکومت کا کون مستحق ہو سکتا ہے۔ اور میرے بعد میرے بیٹے سے کون زیادہ مستحق ہو سکتا ہے۔ اُس وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وُہ عبداللہ بن عمرؓ جن کو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں صحابہؓ نے خلافت کا حقدار قرار دیا تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خواہش کی تھی۔ کہ آپ اپنے بعد ان کو خلافت پر مقرر فرمائیں۔ کیونکہ مسلمان زیادہ سہولت سے اُن کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں گے۔ اور کسی قسم کے فتنے پیدا نہیں ہو سکیں گے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب دیا۔ میں اس کی نیکی کو جانتا ہوں۔ اور اس کے مقام کو پہچانتا ہوں۔ لیکن یہ رسم میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ کہ ایک خلیفہ اپنے بعد اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر کر دے۔ اور خصوصاً جبکہ اکابر صحابہؓ زندہ موجود ہیں اس لئے مَیں اس کو مشورہ میں تو شامل رکھوں گا۔ لیکن خلافت کا امیدوار قرار نہیں دوں گا۔ یہ عبداللہؓ بن عمرؓ اُس وقت مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وُہ فرماتے ہیں۔ کہ جب مَیں نے معاویہؓ کو یہ بات کہتے سُنا۔ تو وُہ چادر جو میں نے اپنے پاؤں کے گرد لپیٹ رکھی تھی۔ اُس کے بند کھولے۔ اور ارادہ کیا۔ کہ کھڑا ہو کر کہوں۔ کہ اے معاویہؓ اس مقام کا تجھ سے زیادہ حقدار وُہ ہے جس کا باپ تیرے باپ کے مقابلہ میں رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو کر لڑتا رہا ہے۔ اور جو خود اسلامی لشکر میں تیرے اور تیرے باپ کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کے کلمہ کے اعلاء کے لئے جنگ کرتا رہا ہے۔ مگر پھر مجھے خیال آیا۔ یہ دُنیا کی چیزیں ان کے لئے رہنے دو۔ اور اسلام میں ان باتوں کی وجہ سے فتنہ مت پیدا کرو۔ اور میں پھر بیٹھ گیا۔ اور معاویہؓ کے خلاف مَیں نے کوئی آواز نہ اٹھائی؛

یہ وُہ لوگ تھے جنھوں نے اسلام کی خاطر قربانیاں کیں۔ اور یا تو وُہ اُن کے دُنیوی ثمرات پیدا ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ یا پھر ان کے زمانہ میں وُہ ثمرات ظاہر ہُوئے لیکن انہوں نے یا توباوجود مقدرت کے اُن ثمرات میں سے حصہ نہیں لیا۔ اور یا پھر وُہ ثمرات دُوسروں کے ہاتھوں میں جاتے ہُوئے دیکھے۔ مگر اپنا حصہ خدا کی رضا میں سمجھ کر اُن ثمرات کی طرف سے آنکھیں پھیر لیں اور حقارت سے اُن کو ٹھکرا دیا۔ یہی لوگ ہیں۔ جو ایمان کا سچّا نمونہ دکھانے والے ہیں۔ اور اُنہی کے نقشِ قدم پر چل کر انسان مومن کہلا سکتا ہے۔ لیکن وُہ شخص جو تھوڑی سی قربانی کرتا۔ اور اس کے بعد تھک جاتا ہے۔ اور اس امید میں لگ جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے اس کے لئے کیا بدلہ آیا ہے۔ اُس کو خدا کی رحمتیں نہیں آتیں

بلکہ اس کی بزعم خود قربانیاں خود اسی کے مونہہ پر ماری جاتی ہیں۔ کیونکہ گو خدا قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن اس کا مطالبہ سائلوں کی طرح نہیں ہے۔ خدا کا مانگتے وقت ہاتھ نیچا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا ہاتھ اوپر ہی ہوتا ہے۔ جس طرح حکومتیں لوگوں سے ٹیکس لیتی ہیں۔ مگر وہ ذلت کے ساتھ نہیں مانگتیں۔ خدا تعالےٰ اس سے بھی زیادہ شان کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے۔ کیونکہ حکومتیں تو لوگوں کے روپیہ سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ بندوں کی قربانیوں سے کسی قسم کا فائدہ نہیں اٹھاتا۔ بلکہ اس کا سارا فائدہ بندوں ہی کو پہونچتا ہے۔ جو عقلمند ہوتے ہیں وہ تو کوشش کرتے ہیں کہ ہماری جسمانی قربانیوں کا روحانی فائدہ ہمیں مل جائے۔ اور جو کم عقل ہوتے ہیں۔ وہ جسمانی فائدے کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ اور قومی لحاظ سے وہ بھی ان کو مل ہی جاتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کہ خدا کا کوئی نبی آیا ہو اور جلد یا بدیر اس کی قوم میں حکومت نہ آگئی ہو۔ پس حکومتیں تو آتی ہیں۔ اور دنیوی فائدے تو پہونچتے ہی ہیں۔ مگر دنیوی فوائد سے زیادہ متمتع ہونے کی خواہش ان لوگوں کو ہوتی ہے۔ جو روحانی فوائد کی قیمت نہیں جانتے۔ لیکن دوسرے لوگ جنکو روحانی آنکھیں عطا ہوتی ہیں۔ وہ اپنے انعامات کو روحانی شکل میں بدلنے کی کوشش کرتے ہیں؛

پس وہ لوگ جو کہ قربانیوں میں تھک جاتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو کہ خدا تعالےٰ سے سودا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی غرض خدا تعالےٰ کی محبت نہیں ہوتی۔ بلکہ دنیوی فوائد ہوتے ہیں۔ جب کچھ عرصہ کی قربانیوں کے بعد وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اب ہمیں دنیوی انعامات مل جانے چاہئیں۔ لیکن وہ انعامات حاصل ہوتے نہیں۔ تو وہ تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم نے قربانیوں میں جو حصہ لینا تھا لے لیا۔ اب ہمیں مزید قربانیوں کی ضرورت نہیں ہے حالانکہ وہ لوگ جو کل کی غذا کو آج کی غذا کے لئے کافی نہیں سمجھتے۔ اور آج کے دن کے لئے نئی غذا کے طالب ہوتے ہیں۔ بلکہ دن میں کئی کئی دفعہ کھانے اور پینے کی طرف رغبت کرتے ہیں۔ وہ کبھی نہیں کہتے کہ ہمارا کل کا کھانا اور کل کا پینا ہمارے آج کے لئے کافی ہو گیا ہے بلکہ وہ آج کل سے بھی زیادہ اچھے کھانے اور زیادہ شیریں پانی کی جستجو کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے دین کی قربانیوں کے موقعہ پر جو کہ انسان کے لئے روحانی غذا ہیں۔ وہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں۔ کہ ہماری کل کی غذا آج کے لئے بھی کافی ہو گی۔ اور آیندہ آنے والے دنوں میں بھی وہی ہماری طاقت کو بڑھاتی چلی جائے گی۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے۔ کہ جس طرح جسم کو بار بار غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح روح کو بھی بار بار غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور جب تک روح کو بار بار غذا نہ پہنچے۔ جو بار بار کی قربانیوں اور متواتر قربانیوں کے ذریعہ سے پہنچ سکتی ہے اس وقت تک روحانی زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر تم آج ظہر کے وقت بارہ رکعتیں پڑھ لو۔ اسی طرح عصر کے وقت بارہ پڑھ لو۔ اور پھر مغرب کے وقت نو پڑھ لو۔ اور پھر عشا کے وقت بارہ پڑھ لو۔ اور دوسرے دن صبح چھ پڑھ لو۔ اور یہ امید رکھو کہ آئندہ دو دن یہ پانچوں نمازیں تم چھوڑ سکتے ہو۔ کیونکہ تم نے خدا کا حق وقت سے بھی پہلے ادا کر دیا تو یہ مت سمجھو کہ یہ بات تمہارے ایمان کے بڑھانے کا موجب ہوگی۔ بلکہ وہ سب سے پہلی نماز جسے تم اس وہم کی وجہ سے چھوڑ دو گے۔ تمہارے ایمان کو باطل کرنے والی ہو جائے گی۔ اور تم یہ نہیں کہہ سکو گے کہ ہم نے تو یہ نماز پہلے ہی دن ادا کر دی تھی۔ تم اگر پہلے دن فرض رکعتوں کے علاوہ سو سو رکعت بھی اور پڑھ جاؤ تو دوسرے دن اپنے وقت پر نئے فرض ادا کرنے پڑینگے۔ وہ سو رکعتیں سو رکعتوں کے قائم مقام تو الگ رہیں۔ وہ دوسرے دن چار رکعتوں کے قائم مقام بھی نہیں ہو سکتیں۔ وہ دو رکعتوں کے قائم مقام بھی نہیں ہو سکتیں وہ ایک رکعت کے قائم مقام بھی نہیں ہو سکتیں۔ وہ ایک سجدے کے قائم مقام بھی نہیں ہو سکتیں۔ وہ سجدہ کی ایک تسبیح کے قائم مقام بھی نہیں ہو سکتیں۔ جس طرح کل کی کھائی ہوئی دس روٹیاں آج صبح کے وقت ناشتہ کے ایک لقمہ کی کفائت بھی نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح وہ روحانی عبادتیں یا جسمانی قربانیاں جو انسان ماضی میں کرتا ہے۔ اور ان پر توکل کر کے چاہتا ہے کہ مستقبل کی قربانیوں سے آزاد ہو جائے۔ وہ اُس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ وہ اگر ایسی بے وقوفی کرے گا تو یقیناً اپنے آپ کو ہلاک کرنے والا ہو گا۔ وہ جو خدا کی جماعتوں میں داخل ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ہر آن اُنہیں اپنا چہرہ دکھانا چاہتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اپنا چہرہ ہمیشہ قربانیوں کے آئینہ میں ہی دکھاتا ہے۔

میں نے گذشتہ سالوں میں کہا تھا۔ وہ شخص جو یہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں موت سے پہلے کسی وقت بھی قربانیوں سے آزاد ہو سکتا ہوں۔ وہ سمجھ لے کہ اس کا ایمان کمزور ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی فوج کا سپاہی بننے کے قابل نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ جہاں جماعت کے ایک حصہ نے میری اس بات کو انہی معنوں میں سمجھا ہے جن معنوں میں کہ میں نے اسے بیان کیا تھا وہاں ایک حصہ جماعت کا ایسا ہے جس نے یہ خیال کیا۔ کہ شائد میں یہ باتیں صرف اس وقت کیلئے اور ان قربانیوں کیلئے جوش پیدا کرنے کی خاطر کہہ رہا ہوں جن کا اس وقت مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور وہ اپنے دلوں میں یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ شائد ہماری تین سال کی قربانیاں جو صرف چند حقیر رقموں پر مشتمل تھیں۔

وہ زمین و آسمان کا نقشہ بدل ڈالیں گی۔ اور ان چند روپوں سے وہ کام ہو جائے گا۔ جو تئیس سال کی ہر قسم کی قربانیوں کے بعد رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمان میں صحابہؓ کر سکے تھے۔ گویا ان لوگوں نے اپنے چند روپوں کی قربانی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی رات اور دن کی جانکاہیوں اور قسما قسم کی مصیبتوں اور بے وطنیوں اور جائدادوں کے چھینے جانے اور اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بچوں اور اپنی بیویوں کے مارے جانے اور خود ان میں سے کیتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جانے اور قسم قسم کے عذابوں سے مارے جانے اور سردیوں اور شدید گرمیوں میں کھانے اور پینے کے سامانوں کے بغیر بے آب و گیاہ جنگلوں میں سے بعض دفعہ بغیر سواری کے اور بعض دفعہ ننگے پاؤں سفر کرنے اور پھر اپنے سے کئی کئی گنا زیادہ تعداد والے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کی قیمت کے برابر خیال کر رکھا تھا۔ شاید وہ اپنے روپوں کی قیمت اس بڑھیا سے بھی زیادہ لگاتے تھے جو اپنی روئی کے گالوں سے یوسف کی خریداری کے لئے گئی تھی۔ کیونکہ اس نے تو یوسفؑ کو جو ابھی تک نبی نہیں تھے۔ اور ایک غلام کی حیثیت میں پیش ہوئے تھے۔ اپنی تھوڑی سی پونجی کے ساتھ خریدنا چاہا تھا مگر یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام نبیوں کے سردار ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ ان کی قربانیوں کی قیمت اپنی دو چار سال کی حقیر مالی قربانیوں کے مطابق لگانا چاہتے تھے۔ لیکن یاد رکھو۔ ایسے لوگ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ دین کی فتح ان لوگوں کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ انہی کے ہاتھوں سے ہوتی ہے جو نتائج اور انجام سے غافل ہو کر صرف ایک ہی بات کو اپنے سامنے رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنی موت تک ہم نے قربانیاں کرتے چلے جانا ہے۔ اور ہمارے آرام کا وقت وہی ہوگا۔ جب کہ ہم اس دنیا کو چھوڑ کر اپنے حقیقی مولا کی گود میں جا بیٹھیں گے۔

تم ایک چھوٹے سے بچے کو جس کو محاورے کے طور پر بھی نادان بچہ کہتے ہو۔ دنیا کی قیمتی سے قیمتی مٹھائیوں یا عمدہ سے عمدہ کھلونوں سے تھوڑی دیر کے لئے بہلا سکتے ہو۔ لیکن اس بے وقوف اور نادان بچے کو بھی اپنی ماں کی یاد سے ہمیشہ کے لئے غافل نہیں کر سکتے۔ بسا اوقات وہ دنیوی نعمتوں کے کھانے یا ان کے حسن کے نظاروں کے دیکھنے سے ایک منٹ کے لئے یا چند منٹوں کے لئے اپنی ماں کی طرف سے خیال ہٹائیگا۔ لیکن پھر اس کا خیال ادھر ہی چلا جائیگا اور اس کو حقیقی راحت تبھی نصیب ہوگی جب وہ اپنی ماں کی گود میں پہنچ جائیگا پھر جبکہ ایک نادان بچے کا یہ حال ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ مومن جو داناؤں کا دانا ہوتا ہے اپنے خدا کے ملنے سے پہلے چین پا جائے

اور اسے آرام حاصل ہو جائے۔ اس کی راحت کی گھڑیاں اور اس کے آرام کی ساعتیں تو اسی وقت سے شروع ہوتی ہیں۔ جب وہ اپنے جسم خاکی کو اس دنیا میں چھوڑ کر اپنے رب کی طرف دیوانہ وار دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے جس طرح پرندہ شام کو لہلہاتے ہوئے کھیتوں اور للچانے والے دانوں کے ڈھیروں کو چھوڑ کر اڑتا ہوا اپنے بسیرے کی طرف جاتا ہے۔ اسی طرح مومن کی روح موت کے وقت اپنے رب کی طرف بھاگتی ہے۔ اور پیچھے مڑ کر بھی تو نہیں دیکھتی۔ کہ میں نے اپنے پیچھے کیا چھوڑا ہے کیونکہ اس کی خوشیاں اس کے آگے ہوتی ہیں۔ نہ کہ پیچھے۔

پس جو شخص چاہتا ہے۔ کہ ایمان پیدا کرے۔ اس کو اپنی لذت اور اپنی راحت خدا میں بنانی چاہئے اور یہ کبھی امید نہیں کرنی چاہئے۔ کہ کوئی ایک قربانی یا دوسری قربانی اس کے حقوق کو ادا کر دے گی۔ کیونکہ حقوق قربانیوں سے ادا نہیں ہوتے بلکہ قربانیوں کے متواتر اور مستقل ارادوں سے ادا ہوتے ہیں۔ پس جو کچھ میں نے کہا تھا وہ کسی وقتی جوش دلانے کیلئے نہیں کہا تھا۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ ایمان کی سلامتی کیلئے متواتر قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور موت سے پہلے کوشش کے چھوڑ دینے کا خیال اندرونی بے ایمانی کی علامت ہے۔ اور ایسے شخص کے لئے خطرہ ہے۔ کہ اگر آج اس کا ایمان سلامت ہے۔ تو کل سلامت نہ رہے اور مرنے سے پہلے کسی وقت وہ ٹھوکر کھا جائے اور اپنے انعامات جو پہلی قربانیوں سے اس نے جمع کئے تھے۔ اس کی اس غفلت کی وجہ سے کسی اور مومن کو مل جائیں۔ جو کہ پہلے ٹھوکر کھایا ہوا تھا لیکن مرنے سے پہلے خدا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کیونکہ نتائج انسان کی زندگی کے کاموں کے مطابق نہیں ہوتے بلکہ انسان کے انجام کے مطابق ہوتے ہیں۔

یہ مت خیال کرو۔ کہ یہ ظلم ہے۔ کہ خدا انسان کی زندگی کے کاموں کو تو نظر انداز کر دیتا ہے لیکن آخری گھڑیوں کے کاموں کو قبول کر لیتا ہے۔ کیونکہ آخری گھڑی کی حالت درحقیقت پہلے کاموں کا نتیجہ ہوتی ہے وہ جس کی پہلی زندگی اچھی نظر آتی ہے لیکن اس کا انجام خراب نظر آتا ہے۔ اس کا انجام اسی لئے خراب ہوتا ہے کہ اس کی پہلی زندگی گو بظاہر خوشنما تھی۔ لیکن خدا کی نگاہ میں وہ گندی تھی۔ تم کبھی بھی یہ امید نہیں کر سکتے۔ کہ گوبر کی گولیوں پر کھانڈ چڑھا کر مریضوں کو شفا دے سکو۔ یا بھوکوں کے پیٹ بھر دو۔ کیونکہ باہر کی کھانڈ اندر کے خبث کا علاج نہیں ہو سکتی۔ پس وہ جس کا انجام خراب ہوتا ہے۔ یا کمزور نظر آتا ہے۔ وہ اسی لئے خراب ہوتا ہے۔ اور اسی لئے کمزور ہو جاتا ہے۔ کہ اس کی پہلی

زندگی بناوٹی تھی اور منافقانہ تھی۔ اور خدا نے علیم و خبیر جو دلوں کا بھید جاننے والا ہے اس نے نہ چاہا کہ یہ غیر مستحق حق والوں کا حق لے جائے۔ پس اس نے مرنے سے پہلے اگر یہ ایمان کے ضائع ہو جانے کا مستحق تھا۔ تو اس کے ایمان کو ضائع کر دیا اور اگر یہ ایمان کے کمزور ہونے کا مستحق تھا تو اس نے اس کے ایمان کو کمزور کر دیا۔ یہی حال اس کا ہے جس کا نتیجہ اس کے برعکس ہوتا ہے یعنی اس کی پہلی زندگی تو خراب ہوتی ہے لیکن اس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے انجام کو اس لئے اچھا نہیں کرتا کہ وہ بغیر کسی مقصد کے ایک شخص کے ساتھ رعایت کرنا چاہتا ہے بلکہ اس لئے اچھا کرتا ہے کہ اس دوسرے شخص کے اعمال یا اس کا ایمان گو بظاہر کمزور نظر آتا تھا۔ لیکن اس کے دل کی گہرائیوں میں کوئی ایسا جوہر ہی تھا۔ کوئی ایسی قابلیت چھپی ہوئی تھی۔ کوئی ایسی محبت کی ٹیس اٹھ رہی تھی۔ جس کو خدا تعالیٰ نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ پس اس نے اس کی موت کو پیچھے کر دیا اور اس وقت تک ملک الموت کو آنے نہ دیا جب تک اس کا مخفی جوہر ظاہر نہ ہو گیا اور اس کی چھپی ہوئی محبت عیاں نہ ہو گئی پس خدا نے بلاوجہ اسکی حالت کو نہیں بدلا بلکہ جو قابلیتیں اسکے اندر مخفی تھیں اور جو درد محبت اس کے اندر نہاں تھا اسی کو ظاہر کر کے انصاف قائم کیا ہے نہ کہ رعایت پس انجام کے مطابق ہی خدا کے بدلے ملتے ہیں۔ اور اسی طرح ہونا چاہیئے۔ یہی انصاف ہے اور اسی میں عدل ہے اور یہی رحمت کا تقاضا ہے۔ پس جس کو خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ اس کا قدم قربانیوں میں آگے ہی بڑھتا چلا جائے۔ خدا کا فیصلہ اس کے ایمان پر مہر لگاتا چلا جاتا ہے اور ہم اس کی اس ترقی کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر رہیگا۔ لیکن وہ جو چلتا ہے اور کھڑا ہو جاتا ہے اور قربانی کرتا اور پھر آسمان کی طرف بدلہ کے لئے نگاہ اٹھاتا ہے اور اپنی موت سے پہلے ہی اپنے پھل حاصل کرنا چاہتا ہے یا تھک کر بیٹھ جاتا ہے یا پیچھے اس کا قدم سست ہو جاتا ہے (جیسا کہ اس سال بعض جماعتوں اور بعض افراد کی حالت سے نظر آ رہا ہے) اس کا پھل اس کا خدا نہیں بلکہ اس کی دنیا ہے دنیا تو شاید اس کو مل جائے مگر خدا اس کو نہیں ملیگا اور کبھی نہیں ملیگا

احباب کرام سے ضروری گذارش

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ ان جماعتوں کو بھیجا جا رہا ہے۔ جن کے وعدوں کی فہرست تا حال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش نہیں ہوئی۔ اور ان احباب کو بھی ارسال کیا جا رہا ہے۔ جن کے چندے براہ راست مرکز میں آتے ہیں۔ یا جو تحریک جدید کا چندہ گذشتہ سالوں میں براہ راست ارسال فرماتے رہے ہیں۔ نیز اس کے ساتھ ایک فارم بھی ارسال ہے۔

جو احباب پس و پیش میں ہیں۔ اور انہوں نے ابھی تک وعدہ نہیں کیا۔ یا جن کا یہ خیال ہے کہ آخری وقت تک لکھ دیں گے۔ ان کو یاد رہے کہ آخری وقت بھی آ گیا۔ اور کہ "بغیر قربانی کے ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔" جو لوگ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اس کے دین کی اشاعت کے لئے قربانیاں کرتے ہیں۔ اور جب بھی ان کے امام کی طرف سے من انصاری الی اللہ کی آواز ان کے کان میں پہنچتی ہے۔ وہ لبیک کی آواز بلند کرتے ہیں۔ وہی جواب اللہ تعالےٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے وارث ہوتے ہیں۔ پس جن جماعتوں یا افراد نے تا حال وعدہ کی اطلاع نہیں دی۔ ان کو چند روزہ وقفہ میں اپنا وعدہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے پیش کرنا چاہئے۔

ایک دوست نے دریافت کیا کہ کیا ایسے احباب جنہوں نے تحریک جدید کے پہلے سہ سالہ دور میں حصہ نہیں لیا۔ وہ اب دور ثانی میں حصہ لے سکتے ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ سوال اور بھی کسی کے دل میں ہو۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر وہ شخص جس نے پہلے دور میں حصہ نہیں لیا۔ دور ثانی میں حصہ لے سکتا ہے۔ احباب کو جس قدر اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ ضرور حصہ لیں اور تلافی مافات کریں۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید۔

102

اشتہار ریاست جودھپور (مارواڑ)

میلہ مویشی بمقام ناگور ریاست ہذا موسومہ میلہ رامدیو جی

ماگھ سدی ۱۲ سمت ۹۴ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۸ء لغایت پھاگن بدی ۵ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۳۸ء

ہر خاص وعام کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ صوبہ جات دہلی پنجاب۔ یو۔ پی اور راجپوتانہ کے کاشت کاران کی سہولیت کی غرض سے ایک میلہ مویشی بمقام ناگور منعقد کیا گیا ہے۔ ناگور کا پرگنہ بیل کی نسل کیواسطے ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔ اور کاشتکاروں کو اعلیٰ قسم کی نسل کا بیل واونٹ اس میلہ میں بآسانی دستیاب ہوسکتا ہے۔ ناگور ریلوے سٹیشن ہے اور ریلوے کی طرف سے گاڑی میں بیل چڑھانیکا معقول انتظام کیا جاوے گا۔ پانی کا تالاب میدان میلہ کے قریب ہے۔ اور عمدہ قسم کا چارہ مقام میلہ پر دستیاب ہوگا بیل پر محصول بجائے تین روپے کے دو روپے اور اونٹ پر بجائے چھ روپے کے تین روپے کردیا گیا ہے۔

سوداگروں کے ٹھہرنے کیواسطے چھولداری کرایہ پر دی جاویگی چوکی پہرہ وخزانہ کا انتظام سرکاری طور پر کیا جاویگا اعلیٰ اقسم کے بیل بچھڑوں کے مالکان کو انعام دیا جاویگا۔

سرکاری خزانہ سے سوداگروں کو روپیہ کے نوٹ اور نوٹ کے روپیہ بنا کسی کمیشن آسانی سے دیئے جائیں گے۔

Madho Singh Home Minister Government of Jodhpur 7.12.37

رسالہ انوار رسالت مفت

پندرہ روزہ علمی

صرف چھ آنہ کے ٹکٹ محصولڈاک کیلئے بھیجکر رسالہ سال بھر مفت پڑھیئے۔

ملنے کا پتہ

ناظم رسالہ انوار رسالت باولی شریف ضلع گجرات (پنجاب)

میری پیاری بہنو!

میں آپ کی ہمدردی کی خاطر یہ اشتہار دے رہی ہوں۔ کہ اگر آپ کو کسی قسم کا کوئی پوشیدہ مرض ہے۔ تو خواہ مخواہ فضول ادویات پر روپیہ برباد نہ کریں۔ میرے پاس میری خاندانی مجرب دوا ہے۔ جو عورتوں کے ماہواری ایام کی ہر مرض میں حیرت انگیز اثر ظاہر کرتی ہے۔ ہزاروں میری بہنیں اس دوا کو استعمال کرکے ماہواری ایاموں کی تکلیفوں سے مکمل صحت حاصل کر چکی ہیں۔ اگر آپ کو ماہواری بے قاعدہ آتے ہوں۔ رک رک کر آتے ہیں۔ یا کم آتے ہیں۔ یا درد سے آتے ہیں سفید رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے۔ کمر درد سر درد رہتا ہے۔ قبض رہتی ہے کام کاج کرنے سے دل دھڑکتا ہے یا سانس پھول جاتا ہے۔ پیٹ میں اپھارہ رہتا ہے۔ تو آپ یقین رکھیئے۔ کہ میری خاندانی مجرب دوا راحت ان جملہ امراض کو دفع کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت مکمل خوراک ایک ماہ عہ محصول ۸ر کل عہ/ ملنے کا پتہ ایچ انجم النساء بیگم احمدی بمقام شاہدرہ لاہور

یاقوتی گولیاں رجسٹرڈ

یہ گولیاں حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب شاہی حکیم ریاست جموں و کشمیر و خلیفۃ المسیح الاول کا ایک خاص نسخہ ہے جو نہایت توجہ اور دیانتداری سے بنایا جاتا ہے۔ چونکہ اس کے اجزا نہایت صحیح اور قیمتی ہیں۔ مثلاً مشک عنبر۔ مروارید یاقوت وغیرہ سے مرکب ہیں۔ اس لئے یہ گولیاں نہایت زود اثر اور مفید ثابت ہو رہی ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ بہت تھوڑا عرصہ ہوا کہ یہ پبلک کے سامنے آئی ہیں لیکن بکثرت سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موصول ہو رہے ہیں۔ کہ یہ گولیاں واقعی ایک نادر تحفہ ہیں۔ اور نہایت مفید ثابت ہو رہی ہیں۔ یہ گولیاں تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت دینے کے علاوہ مادہ تولید بکثرت پیدا کرتی ہیں۔ اور ان تمام امراض کیلئے مفید ہیں۔ جو دل و دماغ اور اعضائے رئیسہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ باوجود ان اوصاف کے پچاس سنہری گولیوں کی قیمت صرف پانچ روپے (صہ) ہے۔

نوٹ:۔ امراض زنانہ مثلاً درد کمر۔ سیلان الرحم وغیرہ میں بھی بیحد مفید ثابت ہو رہی ہیں۔

اکسیر مالش

یاقوتی گولیوں کے ہمراہ اکسیر مالش کا استعمال نہایت ہی مفید ہے۔ یہ اکسیر مالش بالکل بے ضرر ہے۔ اور ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) تمام درخواستیں بنام

منیجر یاقوتی گولیاں بٹالہ (یا) محلہ دارالفضل قادیان ضلع گورداسپور

قدرت کے دو عطیے

پچاس اور ستر سال کی درمیانی عمر کے وہ بزرگ جو جوانی کی بہار دیکھنے کے آرزومند ہوں۔ صرف ایک ہفتہ دوا استعمال کرکے قدرت حق کا ملاحظہ کریں۔ قیمت ——— صرف دو روپیہ (عہ)

پچاس سال سے نیچے کی عمر والے مرد جوانمردی کا لطف اٹھائیں پہلی ہی خوراک میں جوانی کی بہار دیکھیں۔ قیمت صرف ۸ر فرمائش کے ہمراہ صحت اور عمر ضرور لکھیں۔

المشتہر: مرزا مراد بیگ احمدی کھدریالہ ڈاکخانہ کھرکا ضلع گجرات (پنجاب)

تریاق چشم (رجسٹرڈ) ممیرہ والا

ہوالشافی

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

سرکاری اعلےٰ افسران اور ماہرین امراض چشم کی شہادت سے بڑھکر کسی کی شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ ہندوستان کے بہت بڑے ماہر امراض چشم لفٹننٹ کرنل ایس ایم۔ اے فاروقی صاحب بہادر ایم۔ ڈی۔ آئی ایم۔ ایس راولپنڈی کینٹ (چھاؤنی) تحریر فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ) میں تصدیق کرتا ہوں کہ مرزا حاکم بیگ ساکن گجرات پنجاب کا تیار کردہ تریاق چشم میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا۔ اور اسے آنکھوں کے زخم۔ پانی بہنا۔ اور ککروں کے لئے بہت مفید اور مؤثر پایا۔ اس کے اجزا امراض چشم کے لئے بہت مشہور ہیں۔ ان کے اجزاء کی مقدار ہر طرح صحیح اور درست نسبت سے ملائی گئی ہے۔ موجد تریاق چشم کے تیار کرنے کا طریق زمانہ حال کے مروجہ طریقہ کے مطابق صاف اور ستھرا ہے

۲۔ جناب خان بہادر میاں محمد شریف صاحب سول سرجن صاحب بہادر کیمل پور تحریر فرماتے ہیں:۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں یعنی ڈاکٹروں اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا اور میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا ہے جیسا کہ دیگر سرٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ نوٹ:۔ تریاق چشم کی قبولیت اس سے ظاہر ہے کہ میں نے مدت ہوئی۔ کبھی کسی اخبار میں اشتہار نہیں دیا۔ اب دوستوں کی فرمائش پر یہ اشتہار دیا جاتا ہے۔ تاکہ عام لوگوں کو اس کا علم ہو جائے۔ اور وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت پانچ روپے فی تولہ کے علاوہ ۸ر محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا

المشتہر مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گڑھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب

مفرح یاقوتی

شادی ہوگئی ——— آپ جو چیز چاہتے ہیں ←—— وہ یہ ہے

یہ مرد عورت کے لئے تریاقی نہایت تفریح بخش دل کو ہر وقت خوش رکھنے والی دماغی قلبی اور عصبی کمزوری کیلئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اس سے اولاد کی کثرت ہوتی ہے۔ زندگی کی روح اور جوانی کی جان ہے۔ آج ہی استعمال کرکے لطف زندگی اٹھائیے۔ عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض کیلئے اکسیر چیز ہے۔ حمل میں استعمال کرنے سے بچہ نہایت تندرست اور ذہین پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پانچ روپے قیمت سنکر نہ گھبرائیے۔ نہایت ہی مقوی اور نہایت ہی عجیب الاثر تریاقی مفرح اجزاء مثلاً سونا عنبر موتی کستوری جدوار اصیل یاقوت مرجان کہربا زعفران ابریشم مقرض کی کیمیاوی ترکیب انگور سیب وغیرہ میوہ جات کا رس مفرح ادویات کی روح نکال کر بنایا جاتا ہے۔ تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دوائی ہے۔ علاوہ اس کے ہندوستان کے رؤسا امراء و معززین حضرات کے بیشمار سرٹیفکیٹ مفرح یاقوتی کی تعریف و توصیف کے موجود ہیں۔ چالیس سال سے زیادہ مشہور اور ہر اہل و عیال والے گھر میں رکھنے والی چیز ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض اور تمام اکابرین ملت احمدیہ اس کے عجیب الفوائد اثرات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کے اندر کوئی زہریلی اور نشی دوا شامل نہیں ہے۔ دنیا بھر میں وہ انسان مفرح یاقوتی استعمال کرتے ہیں۔ جو کمزوری وغیرہ پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جن کو جوانی میں خاص زندگی سے لطف اندوز ہونے کی آرزو ہے۔ مفرح یاقوتی بہت جلد اور یقینی طور پر پٹھوں اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ عورت اور مرد اپنی طاقت اور جوانی کو اس کے ذریعہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ تمام مفرحات مقویات اور تریاقات کی سرتاج ہے۔

پانچ تولہ کی ایک ڈبیہ صرف پانچ روپے میں ایک ماہ کی خوراک

دواخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔

خطبہ نمبر کے خریداروں کو ضروری اطلاع

خطبہ نمبر کے مندرجہ ذیل خریداروں کا چندہ چونکہ ختم ہے۔ اس لئے انہیں اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنا اپنا چندہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۷ء تک بذریعہ منی آرڈر ارسال کردیں۔ یا ہمیں وی پی کی اجازت دیں۔ قیمت وصول نہ ہونے کی صورت میں پرچہ بند کر دیا جائے گا۔

۷۰۔ عبداللہ صاحب جھبٹ
۸۰۔ سری کرشن صاحب
۱۰۶۔ شبیر محمد صاحب
۱۳۹۔ محمد اسمٰعیل صاحب
۱۵۷۔ فقیر عبدالرحمٰن صاحب
۱۶۲۔ بابو غلام حسن صاحب
۱۶۳۔ شیخ سلطان محمود صاحب وحاجی دوست محمد صاحب
۱۶۴۔ نور حسین صاحب
۱۶۹۔ بابو عظیم اللہ صاحب
۱۷۴۔ غلام محمد صاحب
۱۷۸۔ ملک عبداللطیف خانصاحب
۱۸۷۔ محمد یوسف شاہ صاحب
۱۹۴۔ محمد علی صاحب
۲۰۲۔ حکیم حاجی علی اکبر صاحب
۲۰۷۔ فضل الٰہی صاحب
۲۰۹۔ لفٹننٹ عنایت اللہ خان صاحب
۲۱۰۔ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب
۲۱۶۔ محمد شفیع صاحب
۲۳۲۔ نظام الدین صاحب
۲۴۰۔ میاں بلند بخش صاحب
۲۵۲۔ احمد حسین صاحب
۲۶۰۔ سید عبدالشکور صاحب
۲۶۳۔ مرزا عبداللطیف صاحب
۲۷۱۔ سید برید احمد صاحب
۲۷۲۔ مولوی عبدالرحیم صاحب
۲۸۱۔ اللہ دین صاحب
۲۸۲۔ دوست محمد خان صاحب
۳۰۲۔ چوہدری سلطان علی صاحب
۳۰۸۔ مستری غلام علی صاحب
۳۱۰۔ چوہدری بشیر احمد صاحب

وشیخ محمد یوسف صاحب
۳۳۳ چوہدری فضل احمد صاحب
۳۳۴۔ چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب
۳۳۹ مولوی عنایت اللہ صاحب
۳۴۰۔ چوہدری فضل الٰہی صاحب
۳۴۳۔ میاں غلام نبین صاحب
۳۵۱ میاں محمد حیات صاحب
۳۶۷۔ چوہدری رحمت علی خانصاحب
۳۷۲ بابو شاہ محمد صاحب
۳۷۴ مالکھی رام صاحب
۳۷۵ حکیم محمد اسحٰق صاحب
۳۸۰ چوہدری مرزا خان صاحب
۳۸۳ عبدالمجید صاحب
۳۸۶ منشی عزیز احمد صاحب
۳۸۷ شیخ محمد شریف صاحب
۳۸۹ خان رحمت خانصاحب
۳۹۲ منشی امیر الدین صاحب
۳۹۳ خواجہ جمال الدین صاحب
۳۹۴ حافظ علی محمد صاحب
۴۰۴ برکت علی صاحب

۴۱۸ حشمت علی صاحب
۴۳۰ خواجہ ارسوندھا خانصاحب
۴۳۴۔ دل محمد صاحب سکرٹری
۴۵۸ ایم ابراہیم صاحب
۴۶۷۔ سلطان احمد صاحب
۴۷۰۔ حکیم عبدالرحیم صاحب
۴۷۵ مرزا محمد رشید الدین صاحب
۴۸۰۔ فتح خان صاحب
۴۹۶۔ دین محمد صاحب
۴۹۹ ملک سیف احمد صاحب
عبدالحفیظ صاحب
۵۰۰ احمد الدین صاحب
۵۰۵ آمنہ بیگم صاحبہ
۵۰۸ چوہدری غلام رسول صاحب
۵۱۴ محمد خورشید عالم صاحب
۵۱۶ مسٹر ایف۔ آر۔ اسلم صاحب
۵۱۸ عنایت اللہ صاحب
۵۳۵ ملک محمد دین صاحب
۵۷۶ بابو احسان اللہ صاحب
۵۸۲ مستری محمد حسین صاحب

۵۸۷۔ علی حسن صاحب
۵۸۸ چوہدری ولی محمد صاحب
وشیخ عبدالغنی صاحب
۵۹۶ ڈاکٹر ایس اے صوفی صاحب
۵۹۹ چوہدری بشیر احمد صاحب
۶۰۱ ملک نصر اللہ خانصاحب
۶۰۲ سید واجد علی شاہ صاحب
۶۰۵ شیخ محمد منشی صاحب
۶۱۱ غلام محمد صاحب

شرائط وقواعد وقف زندگی

(۱) یہ شرائط وقواعد اب دفتر تحریک جدید میں طبع کروائے گئے ہیں۔ جو ان تمام احباب کو جن کی درخواستہائے وقف زندگی موصول ہوئی ہیں برائے تکمیل بھیجے جا رہے ہیں۔

(۲) تحریک جدید کے دوسرے دور کے لئے آئندہ جو دوست اپنی درخواست وقف زندگی پیش کرنیکے خواہشمند ہوں۔ وہ مندرجہ بالا فارم دفتر سے منگوالیں۔

(۳) درخواستیں بھیجنے کی آخری تاریخ ۳۱ جنوری

قابل توجہ سکرٹری صاحبان تعلیم وتربیت جماعتہائے سندھ

۱۔ غالباً مصروفیات جلسہ سالانہ کی وجہ سے دسمبر ۱۹۳۶ء کی رپورٹ تعلیم وتربیت اکثر جماعتوں کی طرف سے تاحال موصول نہیں ہوئی۔ براہ کرم رپورٹیں جلد بھجوائی جائیں۔

۲۔ جس جس جماعت میں کوئی صحابی موجود ہوں۔ اس جماعت کے سکرٹری تعلیم وتربیت ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روائتیں جو انہیں یاد ہوں لکھوا کر ناظر صاحب تالیف وتصنیف قادیان کی خدمت میں بھجوا کر مفت کے ثواب میں شامل ہوں۔

۳۔ مبلغ صاحبان سندھ بھی مہربانی فرما کر دسمبر ۱۹۳۶ء کی رپورٹ جلد ارسال فرمادیں۔

خاکسار۔ ڈاکٹر احمد الدین سکرٹری تعلیم وتربیت سندھ پراونشل انجمن احمدیہ محمود آباد ضلع نواب شاہ

اہل قلم اصحاب سے گزارش

تبلیغ اور اس کی اشاعت کے لئے دو طریق مقرر ہیں۔ ایک تبلیغ بذریعہ تقریر اور دوسرے تبلیغ بذریعہ تحریر۔

جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے طریق اول یعنی تبلیغ بذریعہ تقریر میں تو ایک نمایاں اور امتیازی کام کیا ہے۔ جسے اس کے مخالف بھی تسلیم کرتے اور مانتے ہیں۔

لیکن تحریر کا پہلو ابھی بہت سی توجہ چاہتا ہے۔ پس جماعت کے اہل قلم احباب اس طرف بھی زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں۔ جو احباب کسی تحریری کام میں مشغول ہوں یا ایسا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ اپنے کام سے دفتر ہذا کو ضرور اطلاع دیں۔

ناظر تالیف وتصنیف قادیان

درخواستہائے دعا

عبدالغفور خانصاحب کراچی اپنی اہلیہ کی صحت کے لئے محمد علی صاحب قادیان اپنے والد علی گوہر صاحب اور محمد صالح صاحب ساکن مراد اپنے بھائی کی صحت کے لئے نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس سندھ معاندین کے فتنہ سے بچنے کے لئے اور فتح محمد صاحب ٹرما کراچی

نارتھ ویسٹرن ریلوے

بٹالہ سٹی بکنگ ایجنسی

یکم جنوری ۱۹۳۵ء سے ہر درجے کے مسافر جن کے پاس مندرجہ ذیل ریلوے سٹیشنوں سے بٹالہ سٹی بکنگ ایجنسی تک۔ یا بٹالہ سٹی بکنگ ایجنسی سے ان ریلوے سٹیشنوں تک کے ٹکٹ ہونگے انہیں ایجنسی سے ریلوے سٹیشن بٹالہ تک یا ریلوے سٹیشن سے بٹالہ سٹی بکنگ ایجنسی تک مفت ٹانگہ یا موٹر میں پہنچایا جائیگا۔

لاہور۔ مغل پورہ۔ ہربنس پورہ۔ جلو۔ واہگہ۔ اٹاری۔ گرو مرسلانی۔ خاصہ۔ چھہرٹہ۔ امرتسر۔ مانانوالہ۔ جنڈیالہ۔ ٹانگرہ۔ بوٹاری۔ بیاس۔ ڈھلواں۔ بمیرا۔ کرتارپور۔ سوڑہ لسی۔ جالندھر شہر۔ جالندھر چھاؤنی۔ سٹھانکوٹ۔ سرنا۔ جاکولاڑی۔ پرمانند۔ ویناگر۔ گورداسپور۔ سوہل۔ دھاریوال۔ چھینہ۔ جنتی پورہ۔ کتھونگل۔ ویرکا۔

(۱) ایسے مسافروں کے علاوہ دیگر تمام مسافرین سے جن کے پاس بٹالہ سٹی بکنگ ایجنسی سے یا ایجنسی تک کے ٹکٹ نہ ہوں گے۔ ان سے ۹ پائی فی مسافر بالغ بچہ جس کی عمر تین سال سے زائد ہو لیا جائیگا۔ اور یہ زائد قیمت اس ٹکٹ کی قیمت میں شامل کی جائیگی۔ جو بٹالہ سٹی بکنگ ایجنسی سے یا اس تک جاری کیا جائیگا۔

(۲) اسی تاریخ سے بٹالہ اور امرتسر اور بٹالہ گورداسپور کے درمیان ارزاں یک طرفہ تھرڈ کلاس ٹکٹ بحساب چار آنے فی ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ اور ان ٹکٹوں والے مسافروں کو بھی مفت سواری کی اجازت ہوگی۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔

(۳) اسی تاریخ سے ارزاں دوروزہ تھرڈ کلاس ٹکٹ جو پیرہ نمبر ۲ میں مذکورہ سٹیشنوں کے درمیان جاری ہیں منسوخ کردئے جائیں گے۔ اور واپس لے لئے جائیں گے۔

براہ مہربانی مزید تفصیلات کیلئے متعلقہ سٹیشن ماسٹروں سے دریافت کریں۔

چیف کمرشل منیجر

اپنے آپ کو کمزور نہ ہونے دو

ایک طرف زندگی کی کشمکش بڑھ گئی ہے۔ دوسری طرف بے اعتدالیوں کی طرف موجودہ زمانے کا انسان بڑھ رہا ہے۔ ایسی صورت میں کمزوری بڑھاپا بہت جلد حملہ آور ہوتا ہے۔ سردیوں میں کچھ مدت کے واسطے تفکرات سے علیحدہ ہوکر تعطیل مناکر صرف صحت کے اصولوں سے اپنے جسم۔ دل ودماغ کو تازہ کرو۔ کوئی نہایت اچھی ٹانک دوائی کھاکر خالی خزانہ کو پر کرو تاکہ تم کو بہت جلد کف افسوس نہ ملنا پڑے۔

کوی ونود ویدیہ بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید کی تیار کردہ چند اکسیریں یہاں لکھی جاتی ہیں۔ ان میں سے کسی کو منگوا کر ابھی کھانا شروع کردو

اکسیر ۱۶ء۔ تمام اعضاء رئیسہ کو یکساں طاقت دینے والی عجیب دوائی ہے۔ دل ودماغ۔ جگر۔ گردہ۔ مثانہ سب کی کمزوری کو دور کرتی اور جریان۔ سرعت۔ کمزوری کا علاج ہے۔ پیشاب کی سب بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ تیزی اسمیں بالکل نہیں ہے۔ قیمت ۸ گولی عہ	اکسیر ۴۴۔ یہ ایک نہایت اعلیٰ یاقوتی ہے۔ جوکہ سرعت کے واسطے خاص طور پر نافع ہے۔ اور جوانی کی امنگوں کے واسطے بینظیر ہے۔ دل میں خوشی روح میں تازگی پیدا کرتی ہے۔ خوراک ۱ ماشہ ہے۔ قیمت دو تولہ دو روپیہ نمونہ آٹھ آنے ۸ر	اکسیر ۳۰ء۔ یہ سفوف ہے جوکہ ویرج کو پیدا کرتا بڑھاتا اور مضبوط قابل اولاد بناتا ہے۔ مغلظ کے ساتھ مبہی بھی ہے۔ جریان و احتلام کو دور کرتا ہے۔ جسم کو موٹا کرتا ہے۔ اور مضبوط بناتا ہے قیمت ایک پاؤ صرف دو روپے۔ نمونہ ۸ر
اکسیر ۱ء۔ یہ مقوی باہ ہے۔ سستی۔ کمزوری کو دور کرتی ہے بوڑھوں کو جوان اور جوانوں کو پہلوان بناتی ہے۔ قیمت ۴۸ گولی چار روپے ۲۴ گولی دو روپے نمونہ ۸ر۔ ایک یا دو گولی روزانہ دودھ یا چاء کے ساتھ کھانی کافی ہیں	وت مکر دھوج بٹی ۳۔ سرعت ... مرد کیواسطے نہایت رنجدہ مرض ہے۔ لوگ اسکے واسطے غلط ادویا استعمال کرتے ہیں یہ دوائی مقوی بھی ہے اور دافع سرعت بھی۔ اعلیٰ ہے اور طرفہ یہ ہے کہ کوئی منشی۔ مخدر سستی کرنیوالی چیز اسکے اندر شامل نہیں قیمت ۸ گولی چار روپے ۲ گولی ایک روپیہ	طلاء ۱۴ء۔ بیرونی نقائص کو دور کرنے کے لئے بہترین طلاء ہے رگوں پٹھوں کو تقویت پہنچاکر بالکل نئی طاقت بخشتا ہے۔ جو لوگ اپنے ہاتھوں اپنا ستیاناس کرچکے ہیں انکو مقویات کے ساتھ اسکو ضرور استعمال کرنا چاہئے قیمت فی شیشی چھ روپے نصف شیشی تین روپے

خط وکتابت وتار کے لئے پتہ:۔ امرت دھارا ۱۵ لاہور

المشتہر منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

مفصل حالات کے لئے رسالہ امراض مخصوص مردان مفت طلب فرمادیں